بارہویں قسط

ٹینا بیگم کے کمرے کی کھڑکی توڑ کر انہیں باہر نکالنے اور شفاء انٹر نیشنل ہوسپٹل کی ایمر جنسی میں لانے میں انہیں تقریبا ڈیڑھ گھنٹہ لگا، اور اس عرصے میں اپنی ماں کے چہرے پر پھیلی زردی، دونوں بہنوں کو خاصی تشویش میں مبتلا کر چکی تھی۔
ٹینا بیگم نے پھل کاٹنے والی تیز دھار چھری سے اپنے ہاتھ کی کلائی کو کاٹنے کی کوشش کی تھی اور اس کے نتیجے میں ان کا کافی خون بہہ گیا اور یہی وجہ تھی کہ جب وہ ہوسپٹل پہنچیں تو نیم بے ہوشی کی کیفیت میں تھیں۔۔
شہرزاد نے ایمر جنسی میں پہنچنے سے پہلے ہی اپنے کونٹیکٹس استعمال کر کے ٹینا بیگم کو ضروری کاروائی کے بعد آپریشن تھیٹر میں پہنچا دیا تھا، جہاں ان کی کٹی ہوئی رگ کو ڈاکٹرز نے چند گھنٹوں میں ہی جوڑ دیا تھا اور اب وہ خطرے سے باہر تھیں۔
اس تمام عرصے میں شہرزاد کا اپنے حواس پر پورا کنٹرول تھا اور وہ ہر جگہ بڑے پر اعتماد انداز میں ساری چیزوں کو ہینڈل کر رہی تھی، جبکہ اس کے برعکس رومیصہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور وہ خوفزدہ انداز سے ایک کونے میں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔
''شیری، مام ٹھیک ہو جائیں گی ناں۔۔؟'' وہ جیسے ہی اسکے پاس پہنچی، رومیصہ نے بے تابی سے پوچھا۔۔
''ڈونٹ ووری، میری بات ہوئی ہے ڈاکٹر سے، وہ اب اسٹریس میں ہیں، اس لیے انہیں نیند کا انجکشن دے دیا گیا ہے۔۔'' شہرزاد اپنی بہن کا بازو پکڑ کر اسے ویٹنگ ایریا کی طرف لے آئی۔
''آپریشن تو ٹھیک طریقے سے ہو گیا ناں۔۔؟'' رومیصہ کی تسلی نہیں ہو پا رہی تھی۔
''ہاں ہاں، معمولی سا اپریشن تھا، وہ اب بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔''
ان دونوں کو ویٹنگ ایریا میں بیٹھے ہوئے بمشکل آدھا گھنٹہ ہوا تھا جب ارتضی حیدر کو عالیہ قریشی کے ذریعے اس واقعے کا علم ہوا اور وہ فوراً ہی وہاں پہنچا تھا، اسے دیکھ کر شہرزاد جلدی سے کھڑی ہوئی۔۔
''کیسی طبعیت اب آنٹی کی۔۔۔۔'' ارتضی نے فکرمند انداز میں اس سے پوچھا۔۔۔
''شی از فائن ناؤ۔۔۔۔۔''

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

''ڈیٹس گڈ، لیکن یہ سب کیوں کیا انہوں نے۔۔۔؟''اس نے محتاط انداز میں وجہ پوچھنے کی کوشش کی۔

''آئی ڈونٹ نو، یہ تو مام ہی بتا سکتیں ہیں۔۔۔''شہرزاد نے سراسر اسے ٹالا۔

''کوئی اسٹریس چل رہا تھا ان دنوں۔؟ یا کوئی جھگڑا ہوا تھا ان کا کسی سے۔۔؟''ارتضی حیدر کو فطری سی تشویش لاحق ہوئی، جو شاید اس کے پروفیشن کا بھی تقاضا تھی اور اس لیے وہ چاہتے ہوئے بھی خود کو سوال کرنے سے روک نہیں پا رہا تھا۔

''آئی ڈونٹ تھنک سو، مام بہت مضبوط اعصاب کی حامل خاتون ہیں، اور مجھے واقعی علم نہیں، انہوں نے ایسا کیوں کیا۔۔؟''

''آپ کو علم ہے کہ ٹی وی پر بھی یہ ٹیکر چل رہا ہے کہ مشہور و معروف ڈریس ڈیزائنر ٹینا سہگل نے خودکشی کی کوشش کی ہے۔۔''ارتضی کی بات پر شہرزاد کا دماغ بھک کر کے اڑا اور رومیصہ نے بھی پریشانی سے سر اٹھا کر انکی طرف دیکھا۔

''واٹ۔۔۔؟ کس نے خبر آؤٹ کی یہ۔۔۔۔؟''وہ بوکھلا گئی۔

''میرا خیال ہے گھر کے کسی ملازم کا کارنامہ ہے یہ۔۔۔''ارتضی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''اوہ مائی گاڈ، اب ایک نیا گوسپ کا طوفان آجائے گا سوشل میڈیا پر۔۔۔''رومیصہ دل ہی دل میں بدمزا ہوئی۔

''اس خبر کی کمی تھی جو وہ بھی پوری ہو گئی۔۔۔''شہرزاد اچھی خاصی کوفت کا شکار ہوئی۔

''ڈونٹ وری میں کسی سے بات کر کے یہ نیوز رکوانے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔''ارتضی نے اپنا سیل فون نکال کر کوئی نمبر ڈائل کرنا شروع کیا۔

''رہنے دیں، جتنا ہم لوگ اس نیوز کا اسٹریس لیں گے، اتنا ہی میڈیا زیادہ ایکٹو ہو جائے گا۔۔۔''شہرزاد خود کو سنبھال چکی تھی۔

''ویسے میرے لیے بہت حیران کن ہے یہ۔۔۔''وہ ہلکا سا جھجک کر گویا ہوا تو شہرزاد نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔

''آپ کی بات میں سمجھی نہیں۔۔۔''

''میں حیران ہوں کہ مسز سہگل ایسا بھی کر سکتی ہیں۔۔۔''اس نے اس بار ذرا قدرے کھل کر اظہار کیا۔

''جو چیز انسان کی گمان کی آخری سرحدوں پر بھی نہ ہو، وہی انسان کو سب سے زیادہ حیران کرتی ہے۔۔''وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

''یہ بتائیں، ہوسپٹل والوں نے تنگ تو نہیں کیا، آئی مین پولیس میں رپٹ وغیرہ درج کرنے کے لیے۔۔؟''

''ناٹ ایٹ آل، میرے ایک کلائنٹ کے فادر ہیں یہاں ایڈمنسٹریشن میں، اس لیے معاملہ فی الحال تو ہینڈل ہو گیا ہے۔۔''

''میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ضرور بتایئے گا۔۔۔''شہرزاد کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے اس نے بے تکلفی سے کہا۔

''فی الحال تو رومی کو گھر ڈراپ کر دیں، میں اسے اکیلے بجھوانا نہیں چاہتی ہوں۔۔''شہرزاد، اپنی بہن کے معاملے میں خاصی محتاط تھی۔

''ڈونٹ وری، میر اڈرائیور چھوڑ آئے گا انہیں۔۔۔''

''بہتر ہو گا کہ ارتضی، آپ خود چھوڑ آئیں، آئی ایم سوری، آپکو بار بار تنگ کر رہی ہوں۔۔۔''

''پلیز شہرزاد، آپ ایسی فارمل گفتگو مت کیا کریں میرے ساتھ۔۔''

''ایکچوئلی، رومی کے معاملے میں، میں آپ کے علاوہ کسی پر بھی اعتبار نہیں کر سکتی۔۔''شہرزاد کی بات پر ارتضی کے دل کی کلی کھل اٹھی۔

''اور میرے لیے اس سے بڑھ کر اعزاز کی کوئی بات ہو نہیں سکتی۔۔''ارتضی نے گہری نظروں سے اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا، جو اسکے دل میں مضبوطی سے اپنے قدم جما چکی تھی۔۔

''رومی، تم گھر جاؤ، میں مام کے پاس رہوں گی۔۔''

''لیکن مجھے بھی ان کے پاس رہنا ہے۔۔''رومیصہ نے ضدی انداز میں کہا۔۔

''تمہارا اس طرح پبلک پلیس پر رہنا بہتر نہیں ہے رومی۔ بات کو سمجھنے کی کوشش کرو پلیز۔۔''شہرزاد نے اسے ڈھکے چھپے الفاظ میں سمجھانے کی کوشش کی۔

''کچھ نہیں ہوتا، وہ معاملہ ٹھنڈا ہو چکا ہے اب۔۔''رومیصہ سمجھ چکی تھی کہ وہ اسے جسٹس محمود کے بیٹے کے مرڈر کیس کے حوالے سے کہہ رہی ہے جو ابھی تک کورٹ میں چل رہا تھا۔۔

''ابھی کچھ بھی ٹھنڈا نہیں ہوا، تم یہ غلط فہمی اپنے دل سے نکال دو، کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔''اسکے لہجے میں ہزاروں اندیشے اور وہم پنہاں تھے۔

''کیا مطلب ہے تمہارا۔۔؟''رومی نے بیزاری سے پوچھا۔

''دشمن کی خاموشی عموماً کسی طوفان کا پیش خیمہ ہوتی ہے اور میں تمہیں انجانے میں اب کسی طوفان کی زد میں آنے نہیں دوں گی۔ تم سمجھ رہی ہو ناں میری بات۔۔؟۔''شہرزاد نے اسکا ہاتھ پکڑ کر نرمی سے اسے سمجھانے کی کوشش کی اور رومیصہ نے افسردگی سے سر جھکا دیا۔

''شہرزاد ٹھیک کہہ رہی ہیں اور نیکسٹ ویک اس کیس کی پیشی بھی ہے کورٹ میں۔۔''ارتضی نے بھی اس گفتگو کے درمیان میں لقمہ دیا۔

''جب تک اس کیس کا کوئی فائنل فیصلہ سامنے نہیں آجاتا، بہتر ہوگا کہ تم اپنی نقل و حرکت گھر تک محدود رکھو۔۔''شہرزاد کی اس بات نے رومی کو پریشان کیا کیونکہ وہ ارسل کے ساتھ کل یونیورسٹی میں ملنے کا وعدہ کر چکی تھی۔

''چلو شاباش، ابھی جاؤ گھر، مام جیسے ہی ریلیکس ہو نگیں، میں تمہاری ان سے بات کروادوں گی۔۔۔''شہرزاد ان دونوں کے ساتھ چلتے ہوئے پارکنگ میں

آگئی تھی، اس نے خود ارتضی کی جیپ کا دروازہ کھول کر اسے فرنٹ سیٹ پر بیٹھایا۔

''میں رومیصہ کو ڈراپ کر کے واپس آتا ہوں۔۔۔''ارتضی نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اسے تسلی دینے کے انداز میں کہا تو وہ زبردستی مسکرا دی۔

ارتضی حیدر خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا ایکسپریس وے پر لے آیا تھا، اور رومیصہ اسکے ساتھ بیٹھی ہوئی اپنی ہی سوچوں میں گم تھی، ٹینا سہگل کی اس حرکت نے اسے اندر تک ہلا دیا تھا، وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ اس حد تک جاسکتیں ہیں۔

ان کی گاڑی ٹریفک سگنل پر جس گاڑی کے عین برابر میں رکی، اس میں اس وقت ارسل موجود تھا، وہ اس وقت مری سے نور محل جارہا تھا۔ ارسل کو رومیصہ کے ساتھ کسی اور مرد کو دیکھ کر شاک پہنچا۔

اسی وقت رومیصہ کو اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی تو اس نے لاشعوری طور پر دائیں بائیں مڑ کر دیکھا اپنی بائیں سائیڈ پر موجود گاڑی میں ڈرائیونگ سیٹ پر ارسل کو دیکھ کر وہ مضطرب ہوئی۔

ارسل کے چہرے پر ناگواری کا تاثر نمایاں تھا، جسے رومیصہ اس سے کچھ فٹ کے فاصلے پر ہونے کے باوجود بھی محسوس کر سکتی تھی۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اپنے ساتھ پولیس یونیفارم میں موجود ارتضی حیدر کی موجودگی اسے کچھ پسند نہیں آئی، کیونکہ کچھ بھی تھا، وہ اب اسکی منکوحہ تھی۔۔

''آپ ٹھیک ہیں ناں۔۔۔؟''ارتضی اس کی بے چینی بھانپ کر بولا۔۔

''جی۔۔۔''رومیصہ نے بڑی سرعت سے خود کو سنبھالا، اتنا تو وہ بھی جان چکی تھی کہ اس کے ساتھ موجود شخص کوئی عام انسان نہیں تھا، اسکی آنکھوں میں اچھی خاصی تیز ایکسرے مشین فٹ تھی اور وہ اسے کم از کم ارسل کی طرف سے مشکوک کرنا نہیں چاہتی تھی۔

اسی وقت ٹریفک سگنل کھل گیا اور ارسل کی گاڑی کسی کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح تیزی سے نکلی اور رومیصہ کا دل بے شمار اندیشوں کی آماجگاہ بن گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

مسز ٹینا سہگل اعصاب کو سکون بخشنے والی ادویات کے زیر اثر گہری نیند میں تھیں۔۔۔

''مام کی اس حرکت نے سخت خوفزدہ کر دیا ہے مجھے۔۔۔''شہرزاد ان کے روم میں رکھے صوفے پر اکیلی بیٹھی ہوئی بہت آہستگی کے ساتھ فون پر بات کر رہی تھی اور دوسری طرف ہم زاد تھا جو ٹی وی کے ذریعے اس بات سے باخبر ہو چکا تھا۔

''اگر مسز سہگل جیسی خاتون ایسی حرکت کر سکتی ہیں تو تم خود سوچو وہ کون سی ایسی بات ہو سکتی ہے جس نے انہیں اس حد تک مایوس کر دیا کہ ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں بچا۔۔۔''ہم زاد کی بات میں دم تھا، تبھی تو وہ کچھ لمحے بول نہیں پائی۔

''ہاں بات تو واقعی چھوٹی نہیں ہو سکتی وہ۔۔۔''اس نے فوراً تائید کی لیکن ہم زاد کے اگلے جملے نے اس کا دماغ بھک کر کے اڑا دیا۔

''کہیں سیف الرحمن کے فلمسٹار میگھا کے ساتھ اسکینڈل نے تو انہیں ڈسٹرب نہیں کیا۔۔۔؟''وہ ہلکا سا جھجک کر بولا تو شہرزاد خفت زدہ انداز سے کچھ لمحے بول ہی نہیں پائی۔

ٹینا بیگم کی ذاتی زندگی اتنی زیادہ اوپن ہے اسے اس بات کا اندازہ تو تھا لیکن ہم زاد واحد شخص تھا جس کے سامنے وہ ان چیزوں کو ڈسکس کرنا نہیں چاہتی تھی لیکن تقدیر بار بار اسے اسی پوائنٹ پر لا کر کھڑا کر رہی تھی۔

''میرا نہیں خیال کہ مام اس بات پر اتنا جارحانہ ردعمل دیں گی۔۔''شہرزاد نے بادل نخواستہ انداز میں اس بات پر تبصرہ کیا۔

''وہ جس پوزیشن پر اسٹینڈ کرتی ہیں، انہیں کرنا بھی نہیں چاہیے۔۔''ہم زاد نے بھی بے تکلفی سے کہا۔

اس سے پہلے کہ شہرزاد اس بات پر کوئی اور تبصرہ کرتی، کمرے کا دروازہ کسی نے ہلکا سا ناک کیا، شہرزاد نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور اپنے سامنے سیف الرحمن کو دیکھ کر اس کے اعصاب تناؤ کا شکار ہوئے۔

لائیٹ گرے ٹو پیس سوٹ میں ان کی پرسنالٹی خاصی پُروقار لگ رہی تھی۔ وہ بھی شہرزاد کو سامنے دیکھ کر ہلکی سی شش و پنج کا شکار ہوئے۔۔

''السلام علیکم۔۔۔!!!''انہوں نے ٹشو پیپر سے اپنے ماتھے پر آیا نادیدہ پسینہ صاف کیا۔

''وعلیکم السلام۔۔۔!!!''شہرزاد لاشعوری انداز سے کھڑی ہوئی، ان کی آمد بالکل غیر متوقع تھی۔

''ٹینا، سو رہی ہیں شاید۔۔۔''

''جی۔۔۔!!!شہرزاد کو اچانک یاد آیا کہ فون کال پر دوسری طرف ہم زاد ہے، جس کی کمرے میں آنے والی مردانہ آواز پر ساری سماعتیں ایک دم ہی بیدار ہو گئی تھیں۔

''شہرزاد کون آیا ہے روم میں۔۔۔؟''اس نے محتاط انداز میں پوچھا۔

''بعد میں بتاتی ہوں آپکو، ابھی فون بند کر رہی ہوں۔۔۔اس نے دوسری طرف ہم زاد کی بات سنے بغیر فون کال ڈسکنٹ کر دی، جبکہ سیف الرحمن آہستگی سے چلتے ہوئے ٹینا بیگم کے بیڈ کے پاس جا کھڑے ہوئے۔

''کیسی طبعیت ہے اب ٹینا کی۔۔۔''؟انہوں نے فکر مند انداز سے سائیڈ میز پر رکھی ان کی فائل اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

''بہتر ہیں۔۔۔''شہر زاد نے خود کو سنبھال لیا۔

وہ ان کی طرف دیکھ کر ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر پائی تھی کہ اسے کس طرح کے رد عمل کا اظہار کرنا چاہیے۔جبکہ سیف الرحمن اب خود کو سنبھال چکے تھے۔

''کچھ اندازہ ہے کہ ٹینا نے ایسا کیوں کیا۔۔۔؟''انہوں نے پریشانی سے شہر زاد کی طرف دیکھا۔

''یہ بات آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔۔۔؟''شہر زاد نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انہیں الٹا جواب کیا۔

''ایکچوئلی مجھے پوچھنی تو نہیں چاہیے لیکن وہ کل سے کافی ڈسٹرب تھی رومیصہ کی وجہ سے۔۔۔''انہوں نے محتاط لہجے میں جواب دیا۔

''رومیصہ کی وجہ سے۔۔۔؟اس نے بے یقین نظروں سے انکی طرف دیکھا اور مزید گویا ہوئی۔

''آپ سے کیا ایسی کوئی بات ہوئی تھی ان کی۔۔۔؟''شہر زاد کو ان کی بات نے حیران کیا۔

''یس آف کورس، ورنہ اتنی بڑی بات میں کیسے کہہ سکتا ہوں۔۔۔''

''کیا کہا تھا انہوں نے۔۔۔؟''شہر زاد کے لہجے سے بے تابی چھلکی۔

''میرا خیال ہے ان کا رومیصہ کے ساتھ کوئی جھگڑا ہوا تھا اور اس وجہ سے وہ کافی ٹینس تھیں۔۔''

''لیکن وہ کوئی اتنی بڑی بات تو نہیں تھی۔۔۔''شہر زاد نے دانستہ لاپرواہ انداز اپنایا۔

''میں اتنا جانتا ہوں کہ کوئی چھوٹی موٹی بات ٹینا کو اتنا ٹینس نہیں کر سکتی۔اس کے اعصاب خاصے مضبوط ہیں۔۔''وہ اپنے موقف پر جمے ہوئے تھے۔

''آپ سے ریلیٹڈ بھی تو کوئی معاملہ ہو سکتا ہے۔۔۔''اس نے ڈھکے چھپے الفاظ میں طنز کیا۔

''وہ سب میڈیا کا منفی پروپیگنڈا ہے اور کچھ نہیں۔۔''انہوں نے پر اعتماد لہجے میں اس الزام کو رد کیا۔

''لیٹس سی، اسکا فیصلہ تو اب بعد میں ہی ہو گا۔۔۔''شہر زاد نے اپنی طرف سے بات ختم کرنے کی کوشش کی اور دوسری طرف وہ بھی سمجھ گئے تھے کہ وہ اس موضوع پر مزید گفتگو کرنا نہیں چاہ رہی، اس لیے دانستہ خاموش ہو گئے۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

رومیصہ نے ہوسپٹل سے ''ٹینا ہاؤس'' تک کا سارا رستہ خاصی ٹینشن میں گذارا۔

وہ بار بار اپنا سیل فون نکال کر دیکھ رہی تھی، اسے یقین تھا کہ ارسل کی کال اسے ضرور آئے گی اور وہ دل ہی دل میں دعا گو تھی کہ ارتضی حیدر کی موجودگی میں ایسا نہ ہو اور اللہ نے اس کی سن لی تھی۔

رومیصہ جیسے ہی گھر پہنچی، سیل فون کی گھنٹی بجی اور اسکرین پر ارسل کا نمبر دیکھ کر اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا، وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں پہنچی اور عجلت بھرے انداز میں دروازہ لاک کر کے کال اٹینڈ کی۔

''کس کے ساتھ گھوم رہی تھیں تم۔۔۔؟ ارسل کی خفگی سے بھرپور آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔

''اے ایس پی ارتضی حیدر تھے۔۔۔''نہ چاہتے ہوئے بھی رومیصہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ در آئی۔

''کیوں ان کی ذمے داری کب سے بن گئی ہو تم یا بیچ میں کوئی اور مسئلہ ہے۔۔''ارسل ہلکا سا جھنجھلا کر گویا ہوا۔

''کیوں، کیا ہوا۔۔۔؟''رومیصہ کو اپنے لیے اسکی یہ شدت پسندی اچھی لگی لیکن اسے اندازہ نہیں تھا کہ اگلا جملہ اسکی ساری خوشی ملیامٹ کر دے گا۔

''دیکھو رومی، مجھ پر یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ تم ٹینا سہگل کی بیٹی ہو۔۔''وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا، اسکے زہر آلود لہجے پر وہ ایک لمحے کو سن ہوئی اور اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا۔۔؟''رومیصہ بمشکل بولی۔۔

''میرا جو مطلب ہے، تم اچھی طرح سے جانتی ہو، اور میں تمہیں وہ سب کچھ کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دوں گا جو ٹینا سہگل آج تک کرتی آئی ہیں، بیوی ہو تم میری، اس بات کو اپنے ذہن میں رکھا کرو۔۔۔''

ارسل کے اس جملے سے اس کے اندر چھن کر کے کچھ ٹوٹا، آنسوؤں کا ایک گولا اس کے حلق میں اٹک گیا، وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ارسل اسے اس کی ماں کے حوالے سے بھی کوئی طعنہ دے سکتا ہے۔

''مجھے یہ بات ثابت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ میں ٹینا سہگل کی ہی بیٹی ہوں، اور نکاح نامے پر سائن کرنے سے پہلے تم بھی یہ بات اچھی طرح جانتے تھے۔۔۔''

''اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گی۔۔۔؟''دوسری طرف وہ بھی طیش میں آیا۔

''ایسا کیا کر دیا ہے میں نے۔۔؟ ذرا کھل کر بتائیں ناں۔۔۔''وہ بھی دوبدو میدان میں اتر آئی۔

''ضرورت کیا ہے تمہیں ان کے ساتھ گھومنے کی۔۔۔؟''وہ جھنجھلا گیا۔

''اگر اصل بات کا علم نہیں ہے آپ کو تو بہتر ہو گا کہ خاموش رہیں۔۔۔''رومیصہ غصّے سے فون بند کر چکی تھی۔ اس کا دماغ

اس وقت کھول رہا تھا۔ارسل کے ان جملوں نے اسے آسمان سے زمین پر لا پٹخا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ارسل کو نور محل آئے ہوئے کچھ گھنٹے ہی ہوئے تھے۔۔۔

بے چینی، پریشانی اور غصے کی ملی جلی کیفیت اسکے چہرے کے ایک ایک نقش سے عیاں تھی۔

اسلام آباد آنے والے میر ہاؤس کے مکینوں کا مسکن ہمیشہ نور محل ہی ہوتا تھا اور ارسل کے تو ویسے ہی کل سے ایگزام اسٹارٹ تھے اس لیے فارحہ بھابھی نے اسکا کمرہ سیٹ کروا دیا تھا اور اب اسے آنے والے کئی دنوں تک یہیں رہنا تھا۔۔

رومیصہ کے جملوں کی وجہ سے اسکا دل و دماغ کھولن کی زد میں تھا، اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ٹینا ہاؤس میں پہنچ کر وہاں کی اینٹ سے اینٹ بجادے۔وہ ٹہلتے ٹہلتے کبھی صوفے پر بیٹھ جاتا اور کبھی ایک ہاتھ کا مکہ فضاؤں میں لہرا کر اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''سمجھتی کیا ہے وہ خود کو، ایک بار میری کال تو اٹینڈ کرے۔۔''اس نے بیزاری سے اسکا نمبر کوئی بیسویں بار ملایا لیکن ہر دفعہ پاورڈ آف کی ٹیپ اس کے اشتعال میں اضافہ کرنے کا موجب بنتی۔

فارحہ بھابھی ایک چھوٹی ٹرے میں بلیک کافی کے دو کپ رکھے اندر داخل ہوئیں اور جانچتی ہوئی نگاہوں سے ارسل کا بیزار چہرہ دیکھا۔وہ اب صوفے پر بیٹھ چکا تھا لیکن اس کا ماتھا شکنوں سے پُر تھا۔

''ارسل کوئی مسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔۔۔؟''فارحہ بھابھی نے کافی کا کپ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے اچانک پوچھا تو وہ گڑبڑا سا گیا۔

''نن نہیں تو، آپ کو کس نے کہا۔۔۔؟''اس نے تیزی سے خود کو سنبھالا۔

''جب سے تم یہاں آئے ہو خاصے ٹینس دیکھائی دے رہے ہو، میر ہاؤس میں تو سب ٹھیک ہے ناں۔؟''فارحہ نے ہلکا سا جھجک کر اس سے پوچھا۔وہ عموماً دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی ذرا کم ہی کرتی تھیں۔

''ارے نہیں بھابھی، ایسا کچھ نہیں ہے، آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔''وہ زبردستی مسکرایا۔

''تم کہتے ہو تو مان لیتی ہوں، ورنہ میری چھٹی حس تو کوئی اور ہی اشارہ دے رہی ہے۔۔''فارحہ بھابھی کی اس بات پر اس نے گھبرا کر بات بنائی۔

''آپکی چھٹی حس غلط کہہ رہی ہے، ایکچوئلی میں اپنے فائنل وائیوا کی وجہ سے تھوڑا اپ سیٹ ہوں، تیاری نہیں ہے اور ایک فرینڈ نے اسائنمنٹس بھی گم کر دی ہیں میری۔۔۔''اس نے فارحہ بھابھی کو مطعمن کرنے کی پوری کوشش کی اور اس میں کامیاب

بھی ہو گیا۔

''تھینکس گاڈ میں تو ڈر ہی گئی تھی۔۔۔''وہ مسکرائیں اور ارسل نے بڑی ذہانت کے ساتھ موضوع گفتگو تبدیل کیا۔۔

''آپ یہ بتائیں، وہاج بھائی کدھر ہیں نظر نہیں آ رہے یہاں۔۔۔''

''نظر بھی کیسے آئیں گے، وہ ملتان گئے ہوئے ہیں پچھلے اتوار سے۔۔۔''

''خیریت۔۔۔؟''وہ ہلکا سا چونکا۔۔

'پتا تو ہے الیکشن قریب ہوں تو ان کا زیادہ وقت وہیں گذرتا ہے۔۔''انہوں نے پھیکے سے انداز میں مسکرا کر جواب دیا، ویسے بھی وہاج کے یہاں نہ ہونے سے وہ زیادہ ریلیکس رہتی تھیں کیونکہ صبح و شام کوئی ذہنی اذیت دینے والا نہیں ہوتا تھا۔

''تو آپ میرہاؤس میں آجاتیں، یہاں اکیلے کیسے رہ رہی ہیں۔۔''ارسل کا سارا دھیان رومیصہ کی طرف تھا اور وہ دانستہ خود کو دوسری طرف لگانے کی کوشش کر رہا تھا اور اس میں اسے مسلسل ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

''اکیلی کہاں ہوں، داجی اور بابا بھی تو صبح و شام یہیں ہوتے ہیں۔۔۔''

انہوں نے سائیڈ میز پر رکھا ٹی وی کا ریموٹ کنٹرول اٹھا کر ٹی وی آن کیا۔

وہ جو کافی کا مگ پکڑے مسلسل بے چینی کی کیفیت کے ساتھ وہاں براجمان تھا، اس نے یونہی سامنے دیکھا، کسی نیوز چینل پر چلنے والی پٹی پر اسے ہلکا سا جھٹکا لگا سامنے ٹی وی پر ٹیکر چل رہا تھا، مشہور و معروف فیشن ڈائزائنر، اور بیوٹیشن ٹینا سہگل کی خودکشی کے معاملہ پر خاندانی ذرائع نے تصدیق کرنے سے معذرت کر لی اور ان کی بیٹیاں اس معاملے پر کوئی بھی بیان دینے پر راضی نہیں۔۔ارسل نے ہاتھ میں پکڑا کافی کا مگ پریشانی سے سائیڈ میز پر رکھ دیا۔

''ٹینا سہگل کی خودکشی کا کیا قصّہ ہے بھابھی۔۔۔؟''اس نے دانستہ لاپرواہی سے پوچھا کیونکہ اتنا تو وہ بھی جانتا تھا کہ فارحہ بھابھی کا زیادہ ٹائم ٹی وی اسکرین کے سامنے ہی گذرتا تھا اور ارسل کو اس خبر نے ٹھیک ٹھاک پریشان کیا۔۔۔

''زیادہ ڈیٹیل تو نہیں پتا چل سکی، لیکن میڈیا کے لوگوں کا کہنا ہے کہ بیورکریٹ سیف الرحمن کی بیوفائی کی وجہ سے انہوں نے ایسا کیا ہے، لیکن تم کیسے جانتے ہو انہیں۔۔۔۔''فارحہ بھابھی نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔

''یہ وہی ہیں ناں جو ٹیناز کے نام سے بیوٹی سیلون کی ایک چین چلا رہی ہیں، ان کو کون نہیں جانتا۔۔۔۔''وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔اس نے اپنے چہرے کے تاثرات کو حتی الامکان نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی اور اس میں کامیاب بھی رہا تھا۔

''ہاں میڈیا میں خاصی ان رہتی ہیں، پچھلے دنوں ان کی بیٹی کے اغواء کا بھی خاصا ایشو رہا ہے۔۔''فارحہ بھابھی کی بات پر ارسل نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

''کیا کہتے ہیں لوگ۔۔۔؟ کس نے کڈنیپ کیا ہو گا اسے۔۔؟''

''جسٹس محمود کی فیملی کا ہاتھ ہی بتا رہے ہیں، باقی اللہ جانتا ہے۔۔''فارحہ بھابھی نے اپنی بات مکمل ہی کی تھی کہ ان کے سیل فون پر کوئی کال آنے لگی اور وہ فون اٹھا کر اپنے روم کی طرف بڑھ گئیں۔

ارسل نے ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی کی آواز بند کی، ٹینا سہگل کی خودکشی کی خبر نے اسکا سارا سکون غارت کر دیا تھا اور اسے پہلی دفعہ احساس ہوا کہ وہ رومیصہ کے ساتھ غصّے میں کچھ غلط کر چکا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محمد ہادی، آج کافی دنوں بعد قریشی ولا میں داخل ہوا تو شام کے سائے ڈھل چکے تھے۔۔۔

اس کی گاڑی سرمئی تارکول کی بنی ہوئی سڑک پر بڑے ہموار انداز سے چلتی ہوئی پورچ میں آن کر کھڑی ہو گئی، وہ جیسے ہی گاڑی سے باہر نکلا، اس نے مناہل کو لان میں اکیلے بیٹھا دیکھا تو وہیں چلا آیا، وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

''کیا ہوا منّو، شکل پر بارہ کیوں بجے ہوئے ہیں۔۔۔؟''اس نے سامنے آکر اپنا ہاتھ لہرایا تو وہ گویا کسی گہری نیند سے ہڑبڑا کر جاگی۔

''ارے تم کب آئے۔؟ پتا ہی نہیں چلا۔۔۔''

''خیر ہے ناں منو، ایسی کون سی گہری سوچ میں گم تھیں جو میری گاڑی کے ہارن کی آواز بھی سنائی نہیں دی۔۔''وہ پریشان ہوا۔

''بس تھیسس جمع کروانے کی آخری تاریخ آ رہی ہے اور کام کافی پڑا ہوا ہے۔۔''اس نے جلدی سے بات بنائی، حقیقتاً وہ برہان کی وجہ سے خاصی ٹینشن میں تھی جو پچھلے تین دن سے نہ تو یونیورسٹی آ رہے تھے اور نہ ہی اسکی کوئی کال اٹینڈ کر رہے تھے۔

''کوئی محبت وحبت کا روگ تو نہیں پال لیا تم نے۔۔۔''ہادی نے اسے چھیڑا۔

''تمہیں پتا ہے یہ میرے بس کا روگ نہیں، تم سناؤ تمہارا عشق کہاں تک پہنچا۔۔۔''؟

''وہ عشق جو ہم سے روٹھ گیا، اب اس کا حال سنائیں کیا۔۔''وہ شرارت سے گنگنانے لگا، مناہل کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ محض اسے ٹرخانے کے لیے ایسا کر رہا ہے اس لیے اس نے بھی فوراً ٹاپک تبدیل کیا۔

''کتنے دن کے لیے آئے ہو گھر۔۔۔؟''

''کل شام کو چلا جاؤں گا، یہ بتاؤ رومیو جولیٹ کہاں ہیں، نظر نہیں آ رہے۔۔''اس نے مسکراتے ہوئے اپنے والدین کے بارے میں پوچھا۔

''ماموں کا آج کوئی آفیشل ڈنر تھا اور عالیہ ممانی ہوسپٹل گئیں ہیں شہرزاد کی ممی کی عیادت کرنے۔۔''مناہل کی بات پر وہ چونکا۔

''کیا ہوا انہیں۔۔۔؟سب خیریت تو ہے ناں۔۔۔؟''

''لگتا ہے تم نے آج صبح کی نیوز نہیں سنیں،ورنہ آج کا تو ہاٹ ایشو بنا ہوا ہے یہ ٹاپک۔۔''

''اچھا چلو پھر اندر جا کر دیکھتے ہیں اور تمہارے ہاتھ کے نگٹس کے ساتھ چائے پیتے ہیں۔۔''ہادی نے بے تکلفی سے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا،وہ جو سست انداز میں بیٹھی ہوئی تھی بادل نخواستہ اٹھی،اور اسی وقت اس کے سیل فون کی گھنٹی بجی اور برہان کا نام دیکھ کر اسکا دل بے اختیار دھڑکا۔

''کہاں ہیں آپ۔۔۔؟صبح سے کئی کالز کر چکی ہوں میں،کم از کم بندہ کسی ٹیکسٹ کا جواب ہی دے دیتا ہے۔۔''مناہل کچھ لمحوں کے لیے تو ہادی کی موجودگی کو بھی فراموش کر بیٹھی۔

''آئی ایم سوری مناہل،گھر میں تھوڑا سیریس ایشو چل رہا تھا،اس لیے سیل فون اٹینڈ نہیں کر پایا۔۔''دوسری طرف سے برہان کی تھکی تھکی آواز مناہل کی سماعتوں سے ٹکرائی اور وہ چلتے چلتے رک گئی۔

ہادی نے بلا ارادہ اسکا چہرہ بہت غور سے دیکھا اور اسکی بے چینی اور بے قراری بہت سی ان کہی داستانیں سنا رہی تھی۔اس نے ہاتھ کی انگلی سے ہادی کو اندر جانے کا اشارہ کیا اور خود لان میں ہی کھڑی ہو گئی۔

''کون سا سیریس ایشو،سب ٹھیک تو ہے ناں۔۔؟''مناہل کا دل عجیب سی لے میں دھڑکا۔

''تمہارے مطلب کی بات نہیں ہے وہ،ایکچوئلی علاقے کی سیاست کا معاملہ ہے،الیکشن قریب ہے ناں اس لیے سب کی دوڑیں لگی ہوئی ہیں۔''برہان نے صاف صاف اسے ٹالا،ویسے بھی اپنی شادی کی بات وہ اسے فون پر کیسے بتا سکتے تھے۔

''آپ کا سیاست سے کیا لینا دینا،بس چھوڑیں ان سارے معاملات کو اور کل یونیورسٹی آئیں۔مجھے ضروری بات کرنی ہے آپ سے۔۔''

مناہل نے دھونس جمانے والے انداز میں حکم صادر کیا تو وہ ایک لمبی سی سرد آہ بھر کر رہ گئے۔وہ چاہتے ہوئے بھی اسے ایک لفظ بھی نہیں کہہ پائے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مناہل قریشی اتنی بڑی بات آسانی سے سہہ نہیں پائے گی اور انہیں اب یہ سوچنا تھا کہ وہ اس سارے معاملے سے کس طرح نبٹیں۔جو ان کے اور مناہل کے بیچ دیوار چین کی مانند حائل ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

میر ہاؤس میں انابیہ اور برہان کی رخصتی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔۔۔

شارقہ بیگم صبح سے اسٹور میں رکھے بڑے بڑے لوہے کے باکس سے سامان باہر نکلوا کر انہیں دھوپ لگوا رہیں تھیں، ویلوٹ کے لحاف، گرم بستر، چادریں اور پشاور سے منگوائے گے دوپٹوں کے تھان اور اللہ جانے کیا کچھ پیٹیوں سے نکل رہا تھا۔

''اوہ مائی گاڈ ممانی، یہ کتنی خوبصورت انڈین ساڑھی ہے۔۔۔'' نمیرہ نے ایک شاپر سے بنارسی ساڑھی کا کپڑا نکالا۔

''تمہارے خاقان ماموں انڈیا سے لائے تھے میرے لیے، لیکن میں نے انابیہ کے لیے رکھ دی۔۔'' آج تو شارقہ بیگم کا موڈ بھی خاصا خوشگوار تھا۔

''بڑی امّی، بڑی کی شاپنگ کے لیے کراچی جائیں گی، آپ بھی پلیز پروگرام بنالیں ناں۔۔'' کرسی پر بیٹھی طوبیٰ نے بھی ماں سے فرمائش کی۔

''پہلے زخمی پیر تو ٹھیک کرلو اپنا اور پھر کراچی بھی چلی جانا۔۔۔'' شارقہ بیگم نے اپنی بیٹی کو جھاڑا تو اسکا منہ بن گیا۔۔

''نمیرہ جا کر انابیہ کو بلوا کر لاؤ، اللہ جانے اس لڑکی کی نیند کیوں پوری نہیں ہوتی۔۔'' شارقہ بیگم نے نمیرہ کو اسکے کمرے کی طرف بڑھایا۔

''ہاں آجکل ساس بہو میں نیندیں پوری کرنے کا مقابلہ چل رہا ہے۔۔'' ندرت امّی نے تاجدار بیگم پر کھلم کھلا طنز کیا، وہ پچھلے کچھ دنوں سے اپنے کمرے تک ہی محدود تھیں، اور سب جانتے تھے کہ انہوں نے شاہ میر والی بات کو دل سے لگالیا ہے۔

''اور یہ درشہوار بھی لگتا ہے اپنے کمرے میں بیٹھ کر کوئی چلہ کاٹ رہی ہے، ذرا جو احساس ہو اس لڑکی کو کہ بھائی کی شادی کی ڈیٹ فکس ہوگئی ہے، ویسے تو تیسرے محلے میں بھی پہنچ جاتی ہے ڈھولک بجانے، بندہ کوئی تو ہلہ گلہ کرتا ہے، لیکن یہاں تو کسی کو ہماری خوشی کا احساس ہی نہیں۔۔۔'' ندرت امّی کو بھی آج ضرورت سے زیادہ ہی انابیہ پر لاڈ آ رہا تھا۔

''ارے چھوڑو ندرت، ابھی بہت دن پڑے ہیں اس ہلے گلے کے لیے۔۔۔''

شارقہ بیگم نے اپنی سوتن کو تسلی دی تو طوبیٰ نے سخت حیرانگی سے ان دونوں کو دیکھا جو آج بہت عرصے کے بعد ایک ہی رنگ میں رنگی نظر آ رہی تھیں۔ ورنہ دونوں سوکنوں میں اینٹ کتے کا بیر تھا اور یہ بات پورا خاندان جانتا تھا۔

اسی وقت نمیرہ کے ساتھ انابیہ جمائیاں لیتے ہوئے اپنے کمرے سے نکلی اور جیسے ہی سیڑھیاں اتر کر ہال کمرے میں پہنچی تو شارقہ بیگم کے ساتھ بڑے خوشگوار موڈ میں بیٹھیں ہوئی ندرت امّی کو دیکھ کر اسے جھٹکا لگا۔ اس نے ایک دفعہ زور سے آنکھوں کو مل کر دیکھا۔

''یہ نظر کا دھوکا نہیں، حقیقت ہے پیاری بہن، اور مجھے لگتا ہے قیامت کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی بھی۔۔'' طوبیٰ نے شرارتی لہجے میں اپنی بہن کو تسلی دینے کے انداز میں کہا، وہ سمجھ گئی تھی کہ اسے بھی شارقہ بیگم اور ندرت امّی کا ایک ساتھ بیٹھنا ہضم

نہیں ہو رہا۔

''ارے بیا، بہت اچھے موقعے پر آئی ہو تم، یہ دیکھو اپنی شادی کا انویٹیشن کارڈ۔۔'' نمیرہ جو ندرت امّی کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی تھی، ایکدم بولی۔

''شادی کارڈ۔۔۔!!!'' بیا کا دل بے ہنگم انداز میں دھڑکا۔

''ابا جی نے تو ایسے راتوں رات کارڈ پبلش کروا لیے ہیں جیسے گھر میں ہی چھاپہ خانہ کھول رکھا ہو۔۔'' ندرت امّی قہقہ لگا کر ہنسیں۔

''تمہارا اور ہانی بھیا کا نام دیکھو کتنا خوبصورت لگ رہا ہے ۔۔'' نمیرہ نے سلور گرے کلر کا ایک نفیس سا کارڈ انابیہ کی طرف بڑھایا۔

ندرت امّی اور شارقہ بیگم کی موجودگی میں اس نے ہلکا سا جھجک کر کارڈ پکڑا اور نہ چاہتے ہوئے بھی ایک ہلکی سی مسکراہٹ اسکے چہرے پر در آئی، اس نے بے یقینی سے اپنا اور برہان کا نام ایک ساتھ دیکھا، دل میں بہت عرصے بعد ایک سچی خوشی کا احساس بیدار ہوا لیکن اسکی عمر خاصی مختصر تھی۔

برہان عجلت بھرے انداز میں اپنا لیپ ٹاپ والا بیگ اٹھائے اپنے کمرے سے نکلے اور اپنی دونوں چاچیوں کو ایک ساتھ دیکھ کر وہ ہلکا سا چونکے اور پھر سر جھٹک کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔۔۔

''ہانی بھیا یہ دیکھیں ذرا۔۔۔!!!'' نمیرہ لپک کر ان کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور شرارت سے کارڈ انکی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

''کیا ہے یہ۔۔۔؟'' ان کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری در آئی۔۔

''ندرت امّی، دولہے میاں پوچھ رہے ہیں، کس کی شادی کا کارڈ ہے یہ، کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں انہیں۔۔۔؟'' نمیرہ کی شوخی برہان کو زہر لگی لیکن وہ ندرت امّی کے سامنے اسے ڈانٹنے کا رسک نہیں لے سکتے تھے کیونکہ وہ نمیرہ کے معاملے میں خاصی جذباتی ہو جاتی تھیں۔

''نمیرہ پیچھے ہٹو، مجھے یونیورسٹی سے دیر ہو رہی ہے۔۔۔'' ناگواری ان کے لہجے سے چھلکی۔

''ارے بیٹا، اپنی شادی کا کارڈ تو دیکھ لو، اتنی محبت سے بہن تمہیں دیکھا رہی ہے۔۔'' ندرت امّی کی بات پر انہیں پانچ سو واٹ کا جھٹکا۔

''کس کی شادی کا کارڈ ہے یہ۔۔۔؟''

انہوں نے بوکھلا کر نمیرہ کے ہاتھ سے انوٹیشن کارڈ پکڑا اور خوفزدہ نظروں سے سامنے لکھی تحریر کو پڑھا اور ان کا دماغ بھک کر کے اڑ گیا۔

میر حاکم علی ان کے سارے پر کاٹ چکے تھے اور انہیں اب ساری زندگی ان کے عطا کردہ پنجرے میں سر مارتے ہوئے گذارنی تھی کیونکہ اس کے علاوہ ان کے پاس دوسرا کوئی راستہ نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''مجھے یہ گھر خریدنا ہی نہیں چاہیے تھا۔۔''

جارج نے اپنی بیوی مارتھا کے سامنے یہ جملہ کوئی تیسری دفعہ دہرایا تو وہ ہلکا سا چڑ گئیں۔۔''ایک ہی بات بار بار کیوں کر رہے ہیں آپ۔۔؟''

''تم نہیں جانتی ہو اس گھر کی وجہ سے اس علاقے کے کرپٹ کونسلر نے کتنا زچ کر رکھا ہے مجھے۔۔''

''کچھ نہیں بگاڑ سکتا وہ ہمارا۔۔۔''مارتھا نے اپنے شوہر کو تسلی دینے کی ناکام کوشش کی۔

'''خام خیالی ہے یہ تمہاری، اس شخص کی شہرت بہت زیادہ خراب ہے اور لینڈ مافیا اور اعلیٰ حکام کے ساتھ تعلقات ہونے کی وجہ سے کوئی بھی اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکا۔اسی کی وجہ سے پرانا مالک مکان اپنی جان چھڑا کر گیا ہے یہاں سے۔۔'' جارج نے اپنی بیوی کو ڈھکے چھپے الفاظ میں سمجھانے کی کوشش کی۔

''اور جاتے جاتے ہمیں پھنسا گیا۔اسے اصل بات بتانی چاہیے تھی۔۔۔؟''مارتھا کو بھی ایک دم غصّہ آ گیا۔

''اس بیچارے کو تو ہم نے پھر بھی اس کمرشل جگہ کی اچھی خاصی قیمت ادا کر دی ہے، یہ کارنر کے پلاٹ پر بنا ہوا گھر ہے اور وہ کونسلر تو کوڑیوں کے بھاؤ اس سے خریدنا چاہتا تھا۔۔۔'' جارج نے اسے کھل کر اصل معاملہ بتایا۔

''تو وہ اب ہم سے کیا چاہتا ہے۔۔۔؟''

''یہی کہ ہم بھی اونے پونے داموں اسے بیچ کر یہ گھر خالی کر دیں۔۔۔''

''جب ہم اسے سیل کرنا ہی نہیں چاہتے تو کیا وہ زبردستی ہم سے خریدے گا۔۔۔''مارتھا نے بیزاری سے کہا۔

''ہاں اس کے ارادے تو مجھے کچھ ایسے ہی لگ رہے ہیں، تبھی اس کے بندے ہر جگہ دھمکانے کے لیے آ جاتے ہیں مجھے۔۔۔''

''آپ پولیس اسٹیشن میں ان کے خلاف رپٹ درج کروا دیں۔۔۔''مارتھا کے مشورے پر ایک استہزائیہ مسکراہٹ جارج کے چہرے پر آ گئی۔

''تھانے بھی گیا تھا میں اور جا کر پتا چلا کہ وہ اس شہر کے ایم این اے کا خاص بندہ ہے۔۔۔''

''تو ہم کیا کریں پھر۔۔۔؟''مونیکا نے بُرا سا منہ بنا کر تبصرہ کیا۔

''ایس ایچ او صاحب نے کہا کہ سکون سے جا کر اپنے گھر بیٹھ جائیں اور کونسلر صاحب کی بات مان لیں کیونکہ اس تھانے میں میر صاحب کے کسی بندے کے خلاف کوئی رپٹ نہیں کاٹی جا سکتی۔۔۔''جارج کی بات پر مارتھا کے چہرے پر پہلی دفعہ تشویش کے سائے نمودار ہوئے۔۔

''چھوڑو تم اس بات کو، مونیکا کہاں ہے، اسکا لاہور کا ٹکٹ لے آیا ہوں میں۔۔''

''مائیکل کب آ رہا ہے پاکستان۔۔۔؟''

''اگلے اتوار کو۔۔۔''جارج کی بات سن کر مونیکا کا اپنے بیگ کی زپ بند کرتا ہوا ہاتھ رکا۔وہ ٹھیک ٹھاک پریشان ہوئی۔

''بس اس کے آتے ہی ہم مونیکا کا فرض ادا کر دیتے ہیں، کچھ تو ہمارا بوجھ ہلکا ہو۔۔۔''

''ہاں اس کے باپ سے بات ہو چکی ہے میری۔۔وہ راضی ہے۔۔''

''خداوند، خیر خیریت سے یہ خوشی کا موقع لائے۔ ورنہ دل تو بہت زیادہ ڈرا ہوا ہے۔۔''مارتھا کی آواز میں ڈھیروں وہم پوشیدہ تھے۔

''کچھ نہیں ہوتا، تم تسلی رکھو، خدوند ہمارے ساتھ کبھی بُرا نہیں کرئے گا۔۔''جارج نے اپنی بیوی کو تسلی دینے کی کوشش کی ،لیکن کمرے میں موجود مونیکا کا سارا سکون اور اطمینان برباد ہو گیا۔

اسی وقت پڑوس میں واقع مسجد سے عصر کی اذان کی آواز گونجنے لگی، جسے سنتے ہی مونیکا کے چہرے کے تاثرات میں ایک تغیر رونما ہوا۔

اس کے دل کے اندر سے سکون اور سرشاری کی چھوٹی چھوٹی لہریں نکلیں اور پورے وجود میں چھا گئیں اسے یقین ہو گیا کہ رب کائنات اس کے ساتھ کچھ بُرا نہیں کرئے گا۔

کئی گھنٹوں کی مسافت کے بعد وہ ملتان سے لاہور پہنچی تو ذوالکفل اسے لینے کے لیے ریلوے اسٹیشن پر موجود تھا، اسے اپنے سامنے دیکھ کر مونیکا کی ساری تھکن چند سیکنڈوں میں دُور ہو گئی۔۔۔

''تم اپنے فیصلے پر ابھی بھی قائم ہو ناں۔۔۔''اسکی گاڑی میں بیٹھتے ہی مونیکا نے ہلکا سا جھجک کر پوچھا۔

''تم یہ بات کیوں پوچھ رہی ہو۔۔۔''وہ زیر لب مسکرایا۔

''پتا نہیں کیوں، مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے خدانخواستہ کچھ غلط نہ ہو جائے۔۔۔''

''اللہ کہتا ہے کہ جیسا گمان رکھو گے، ویسا ہی دوں گا۔۔۔'' ذوالکفل نے محبت بھرے انداز سے اسکی طرف دیکھا تو وہ مسکرا دی۔ اسکا سینہ ایمان کی روشنی سے بھرا ہوا تھا اور یہ کیسے ممکن تھا کہ اس کا رب اسے اکیلا چھوڑ دیتا۔

اگلی شام کو بادشاہی مسجد میں ان دونوں کا نکاح چند دوستوں کی موجودگی میں بہت خاموشی سے پڑھا دیا گیا اور ذوالکفل مونیکا کا ہوسٹل سے سامان اٹھا کر اپنے فلیٹ میں لے آیا، جہاں دونوں اپنے اپنے خاندانوں کو بتائے بغیر اپنی نئی زندگی کی شروعات کر چکے تھے۔۔

☆☆☆☆☆☆

''مجھے ایسے کیوں لگ رہا ہے جیسے برہان بھائی اس رخصتی سے خوش نہیں ہیں۔۔''

اپنی واڈروب سیٹ کرتی ہوئی انابیہ کے ہاتھ اس جملے پر رکے اور اس نے مڑ کر استہزائیہ نظروں سے سامنے بیٹھی ہوئی اپنی ماں جائی کی طرف دیکھا۔ وہ پیر پر بینڈیج کیے اپنے بیڈ سے ٹیک لگائے بڑے افسردہ انداز سے نیم دراز تھی۔

''تمہیں اب محسوس ہوا ہے اور میں کئی سالوں سے جانتی ہوں۔۔۔'' اس کے ایک ایک لفظ میں چھپا کرب طوبیٰ کے دل کو تڑپا گیا۔ اس نے بہت غور سے اپنی بہن کا بجھا ہوا چہرہ دیکھا، جس کے حصّے میں قسمت نے ساری ہی ادھوری خوشیاں لکھ دی تھیں۔

''اگر اس فیصلے میں ان کی خوشی شامل نہیں تھی تو انہیں نکاح کے وقت ہی حامی نہیں بھرنی چاہیے تھی۔۔۔'' طوبیٰ ناراضگی سے گویا ہوئی۔

''اس وقت ان کے لیے مجھ سے زیادہ اہم ان کی پی ایچ ڈی تھی۔۔'' انابیہ نے واڈروب کا پٹ بند کر کے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''لیکن یہاں تو لگتا ہے پورا خاندان ہی اس فیصلے پر خوش نہیں، جس کو دیکھو اس کے چہرے پر بارہ بجے ہوئے ہیں جیسے خدانخواستہ سب کو باجماعت سولی پر لٹکایا جا رہا ہو۔۔۔'' طوبیٰ نے اس بار ذرا کھل کر تبصرہ کیا۔

''کیوں، کیا ہوا۔۔۔؟'' انابیہ کا دل بُری طرح سے دھڑکا۔ ''کیا تائی امّی نے کچھ کہا ہے۔۔۔''

''وہ تو تب کہیں گی، جب اپنے حجرے سے باہر قدم رنجہ فرمائیں گی۔۔'' طوبیٰ نے بیزاری سے سر جھٹکا۔

''شاہ میر والی بات پر ان کی ناراضگی چل رہی ہے داجی اور تایا ابا سے۔۔۔'' انابیہ نے غیر دانستہ طور پر ان کی سائیڈ لی۔

''چھوڑو بیا، مجھے تو لگتا ہے کہ وہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ کی جانے والی زبردستی پر خوش نہیں ہیں، اسی لیے تو خود کو اپنے کمرے تک محدود کر لیا ہے، ورنہ اتنی بھی بڑی بات نہیں، جتنی وہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔۔۔''

تمہیں درشہوار نے کچھ کہا ہے کیا۔۔۔؟'' انابیہ نے ہلکا سا جھجک کر پوچھا۔

''ان محترمہ کو بھی لگتا ہے کہ اس اعلان کے بعد سانپ سونگھ گیا ہے، مجال ہے کہ ایک لفظ بھی مبارکباد کا اس کے منہ سے نکلا

ہو، ورنہ تم تو جانتی ہو، وہ تو سات گھر چھوڑ کر بھی کسی کی شادی ہو تو وہاں جانے کو مچلنے لگتی ہے۔۔۔''

طوبی کے لہجے کی بیزاری اور تلخی گواہ تھی کہ اس نے ان سب کے رویئوں کا بہت باریک بینی کے ساتھ مشاہدہ کیا ہے اور اس وجہ سے وہ خاصی دکھی تھی۔

''میں کیا کہہ سکتی ہوں، جب میری قسمت میں ہی ایسا لکھا ہے۔۔''انابیہ سارے کام چھوڑ کر اسکے پاس آن بیٹھی۔

''تم کھل کر بات کیوں نہیں کرتی ہو ہانی بھیا سے۔۔۔''

''یہ رخصتی اسی کا خمیازہ ہی تو ہے۔۔۔''

''مطلب۔۔۔۔؟؟؟؟''طوبیٰ نے الجھ کر بیا کا افسردہ چہرہ دیکھا۔

''داجی نے ہم دونوں کی باتیں سن لی تھیں، انہیں بھی پتا چل گیا کہ برہان کا انٹرسٹ کسی اور میں ہے۔۔''انابیہ نے ہلکا سا جھجک کر بتایا۔

''اور اس کا حل انہوں نے یہ نکالا کہ تمہیں زبردستی برہان نامی کھونٹے سے باندھ دیا جائے، ہے ناں۔۔''طوبی جی بھر کر بدمزا ہوئی۔

''وہ ہر چیز کا حل زور زبردستی میں ہی ڈھونڈتے ہیں، یہ مزاج ہے ان کا۔۔''ایک تلخ مسکراہٹ نے اسکے چہرے کا احاطہ کیا۔

''اب کیا زبردستی کسی کے دل میں بھی گھسائیں گے وہ۔۔۔۔''طوبیٰ نے بُرا سا منہ بنایا۔

''دل میں تو بس مناہل قریشی کا ڈیرہ ہے اور اسکی موجودگی میں وہاں کون داخل ہو سکتا ہے۔۔۔''انابیہ نے اپنی انگلیوں کو چٹخانا شروع کر دیا۔ جو اسکے اندرونی اضطراب کی عکاسی کر رہا تھا۔

''کیا بہت خوبصورت ہے مناہل قریشی۔۔۔؟''

''محبت کسی عام سے چہرے کو بھی خوبصورت بنا دیتی ہے، ورنہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اس میں۔۔''انابیہ زبردستی مسکرائی۔

''تمہارے ہی ڈیپارٹمنٹ میں ہوتی ہے ناں وہ۔۔۔''طوبیٰ نے سنجیدگی سے پوچھا تو انابیہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو۔۔۔؟''انابیہ نے الجھ کر طوبیٰ کا چہرہ دیکھا، جس پر کسی فیصلہ کن سوچ کا عکس تھا، اور لبوں پر ایک پراسرار سی مسکراہٹ نے ڈیرہ جما لیا تھا، انابیہ کو اس زہر آلود تبسم سے ہلکا سا خوف محسوس ہوا لیکن وہ مصلحتاً خاموش رہی۔

☆☆☆☆☆☆

''مام چکن کارن سوپ بنواؤں آپ کے لیے۔۔۔۔؟''

شہرزاد نے ٹینا بیگم کی تازہ ترین رپورٹس پڑھتے ہوئے فکرمند لہجے میں پوچھا اور دوسری طرف حسب توقع جواب نفی میں

ہی آیا۔

ٹینا بیگم کو ہوسپٹل سے گھر شفٹ کر دیا گیا تھا لیکن ان کے ہونٹوں پر خاموشی کی جو مہر ثبت ہو چکی تھی ہو گھر آنے کے بعد بھی ٹوٹنے کا نام نہیں لے رہی تھی اوپر سے وہ مسلسل ٹرینکولائزر کا استعمال کر رہی تھیں اور چوبیس میں سے اٹھارہ گھنٹے غنودگی میں گذار دیتیں۔ یہ بات شہر زاد اور رومیصہ دونوں کو فکر مند کرنے کے لیے کافی تھی۔۔

''ڈاکٹرز اتنی زیادہ میڈیسن کیوں دے رہے ہیں انہیں۔۔؟''رومیصہ نے پریشانی سے سائیڈ میز کی طرف دیکھا،جو اس وقت رنگ برنگی ادویات سے بھرا ہوا تھا۔

''مام کے اعصاب کو پرسکون رکھنے کے لیے۔۔۔''شہر زاد نے ہاتھ میں پکڑی فائل احتیاط سے ایک سائیڈ پر رکھی۔

''تین دن سے یہ مسلسل سو رہی ہیں اور یہ مسئلے کا حل تو نہیں۔۔۔''رومیصہ بیزاری سے گویا ہوئی۔

''ڈاکٹرز بہتر طریقے سے جانتے ہیں کہ ان کا ٹریٹمنٹ کیسے کرنا ہے۔۔''شہر زاد نے متحمل انداز سے جواب دیا۔

''تم نے شکل دیکھی ہے ان کی، ایسا لگتا ہے جیسے برسوں کی بیمار ہوں۔۔''وہ بیزار لہجے میں بولی۔

''فار گاڈ سیک رومی یہ بات تم مام کے سامنے مت کہہ دینا،وہ ایک نئے ڈیپریشن میں چلی جائیں گی۔۔۔''شہر زاد نے ہلکا سا جھنجھلا کر کہا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ٹینا بیگم اپنے معاملے میں کس حد تک کونشس ہیں۔

''میں تو چاہتی ہوں کہ وہ ان فضول قسم کے ڈیپریشن سے نکل کر اپنے اوپر دھیان دیں۔۔''

رومیصہ کے افسردہ انداز پر شہر زاد نے چونک کر اسکی طرف دیکھا جو ہاتھ میں پکڑے سیل فون کی اسکرین کو غور سے دیکھ رہی تھی، سیل فون کی آواز بند تھی،اس لیے اسکرین پر ایک نمبر بلنک کر رہا تھا جو صرف رومیصہ جانتی تھی کہ ارسل کا ہے جس سے وہ سخت خفا تھی۔

''کال اٹینڈ کیوں نہیں کر رہی ہو تم۔۔۔؟''شہر زاد نے اپنے لہجے کو سرسری بنا کر کہا۔

''میرا موڈ نہیں ہے۔۔۔''

''کون ہے۔۔۔؟''

''ایک فرینڈ ہے یونیورسٹی کی۔۔۔''رومیصہ نے جھوٹ بولتے ہوئے کال ایک دفعہ پھر کاٹ دی۔اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ارسل کو اسکی مدر کی بیماری کا علم ہو چکا ہے اور وہ اس ٹاپک پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اسی وقت ٹینا بیگم نے آنکھیں کھولیں، دونوں بہنیں بے اختیار ان کی طرف متوجہ ہوئیں،ان کی آنکھوں کے پپوٹے مسلسل سونے کی وجہ سے سوج چکے تھے اور چہرے کی جلد سے بھی ساری تروتازگی ختم ہو چکی تھی۔ان کے سارے وجود پر محسوس کی جانے

والی تھکن کا بسیرا تھا۔

''مام، کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ۔۔۔؟''شہرزاد لپک کر ان کے پاس پہنچی،اور انہوں نے ہلکا سا سر اثبات میں ہلا کر ٹھیک ہونے کا اشارہ کیا،اسی وقت ملازمہ دروازہ ہلکا سا ناک کر کے اندر داخل ہوئی۔

''کیا بات ہے رشیدہ۔۔۔؟''رومیصہ نے سر اٹھا کر ملازمہ کی طرف دیکھا۔

''بی بی جی، کوئی سیف الرحمن صاحب آئے ہیں بیگم صاحبہ سے ملنے کے لیے۔۔۔''ملازمہ کی بات پر ناگواری کی ایک لہر رومیصہ کے چہرے پر دوڑی اور شہرزاد نے پریشانی سے اپنی ماں کا چہرہ دیکھا جو بالکل سپاٹ تھا۔۔

''مجھے کسی سے نہیں ملنا۔۔''ٹینا بیگم کے منہ سے نکلنے والے اس بے ساختہ جملے پر دونوں نے تعجب بھرے انداز سے ان کی طرف دیکھا،چار دن کے بعد انہوں نے یہ مکمل پانچ لفظی جملہ بولا تھا۔

''مام، آپ کو مل لینا چاہیے ان سے،وہ آپ کے لیے بہت زیادہ اپ سیٹ ہیں۔۔۔''شہرزاد نے دبے دبے انداز میں کہا تو رومیصہ نے ایک ناراضگی سے بھرپور نظر شہرزاد پر ڈالی، جیسے اسکی بے وقوفی پر یقین آ گیا ہو۔

''جب وہ ملنا نہیں چاہتیں،تو تم کیوں زبردستی کر رہی ہو۔۔۔''رومیصہ ہلکا سا چڑ کر گویا ہوئی۔

''میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ مام نارمل لائف کی طرف واپس آ جائیں،اس طرح کتنے دن لوگوں سے کٹ کر رہا جا سکتا ہے۔''شہرزاد نے اپنی بہن کو سمجھانے کی کوشش کی جو بے سود رہی۔

''نارمل لائف گذارنے کے لیے سیف الرحمن سے ملنا کوئی ضروری نہیں۔۔''رومیصہ کے لہجے میں کوفت کا بھرپور عنصر شامل تھا۔

''بی بی جی، کیا کہوں ان سے۔۔۔؟''ملازمہ ان دونوں کی بحث سے پریشان ہو چکی تھی۔

''ان سے کہہ دو کہ بیگم صاحبہ سو رہی ہیں اور انہوں نے جگانے سے منع کیا ہے۔۔۔''شہرزاد نے رشیدہ کی مشکل آسان کی۔ وہ جلدی سے واپس مڑ گئی اور اس نے اپنی ماں کا چہرہ غور سے دیکھا، ان کی پلکوں پر اٹکا ہوا ایک آنسو شہرزاد کا سکون برباد کر چکا تھا اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ مام نے محض رومیصہ کی وجہ سے ان سے ملنے سے انکار کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

ارسل لائبریری سے باہر نکلا تو دوپہر کے دو بج رہے تھے،اس نے کوئی دو گھنٹے وہاں بیٹھ کر رومیصہ کا انتظار کیا تھا۔
لیکن اس نے بھی شاید نہ آنے کی قسم کھا رکھی تھی۔۔

ارسل نے رات چار پانچ میسجز سوری کے کر کے اسے یونیورسٹی آنے کو کہا تھا، لیکن رومیصہ نے ایک بھی ٹیکسٹ میسج کا

جواب دینا گوارہ نہیں کیا، جو اس بات کی عکاسی کر رہا تھا کہ وہ اس سے اب بھی خفا ہے اور اسکی خفگی ارسل کو بے چین کر رہی تھی۔

اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس دن وہ ارتضی حیدر کے ساتھ ہوسپٹل سے ہی آ رہی ہو گی اور وہ اب اپنی جذباتیت پر خاصا شرمندہ تھا اور اس سے مل کر اپنے رویئے کی معذرت کرنا چاہتا تھا لیکن وہ اس کی کال اٹینڈ کرنا تو دُور کی بات اسکے کسی میسج کا جواب دینا بھی پسند نہیں کر رہی تھی۔۔

ارسل بوجھل قدموں کے ساتھ پارکنگ کی طرف چلا آیا، جہاں اسکی گاڑی کھڑی تھی۔

اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی کچھ سوچ کر آخری بار رومیصہ کا نمبر ڈائل کیا اور اس بار خلاف توقع کال اٹینڈ کر لی گئی۔ارسل کے حلق سے ایک پر سکون سانس خارج ہوئی۔

''تھینکس گاڈ میری جان، تم نے کال تو اٹینڈ کی۔۔۔''ارسل کے ہلکے پھلکے انداز پر دوسری طرف رومیصہ سمجھ چکی تھی کہ اسکا سارا غصّہ ختم ہو چکا ہے لیکن رومیصہ اسے اتنی آسانی کے ساتھ بخشنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

''کیوں کال کی ہے مجھے۔۔۔؟؟''وہ ناراضگی سے گویا ہوئی۔

''سوری کرنے کے لیے۔۔۔''وہ اس کے ناراض لہجے پر ہلکا سا مسکرایا۔

''ہاں، پتا چل گیا ہو گا کہ میں اس دن میں ارتضی حیدر کے ساتھ ہنی مون منا کر نہیں اپنی بیمار ماں کی عیادت کر کے آ رہی تھی۔۔۔''

''دیکھو رومیصہ غلط بات مت کرو۔۔۔''وہ اس کے لفظ ہنی مون پر بُرا مان کر بولا۔۔۔

''میں خود بھی سراپا غلط ہوں اور میری باتیں بھی غلط ہیں اس لیے بہتر ہو گا کہ آپ اپنے لیے کوئی درست انتخاب کر لیں۔۔''

اسکے لہجے میں طنز کی آمیزش شامل تھی اور ارسل کو اندازہ ہو گیا تھا کہ دوسری طرف حالات خاصے خراب ہیں۔۔

''لیکن میرا دل تو ایک غلط لڑکی پر ہی اٹک گیا ہے۔ کیا کروں۔۔؟''اس نے شرارتی انداز سے کہا۔

''غلطیوں کی تصیح کر لینی چاہیے اس سے پہلے کہ وقت ہاتھوں سے نکل جائے۔۔۔''رومیصہ نے کھلے دل سے اسے مشورہ دیا جو اسے بالکل پسند نہیں آیا۔

''تم اگر ایسے ہی جلے کٹے انداز میں گفتگو کرو گی تو میں تمہارے گھر آ کر اٹھا کر لے جاؤں گا تمہیں۔۔''ارسل نے اسے ڈرانے کی کوشش کی۔

''اتنی ہمت ہے تو آ جاؤ۔۔۔''وہ استہزائیہ انداز سے گویا ہوئی۔۔

ریسیور کے دوسری طرف ارسل کی جانب بالکل خاموشی چھا گئی اور چار پانچ سیکنڈ کے وقفے کے بعد کال ڈسکنٹ ہو

گئی۔رومیصہ نے بھی بیزاری سے سر جھٹک کر اپنا سیل فون بیڈ پر پھینک دیا، پتا نہیں کیوں، ارسل کے ان زہر آلود جملوں کا اثر زائل ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔وہ بالوں میں برش کر کے سیٹنگ روم کے کاؤچ میں آ کر لیٹ گئی۔

رومیصہ کو اپنے بیڈ روم سے نکل کر سیٹنگ روم میں آئے بمشکل بیس منٹ ہی ہوئے تھے جب انٹر کام سے چوکیدار نے رومیصہ کو اطلاع دی کہ کوئی ارسل صاحب اس سے ملنے آئے ہیں۔

رومیصہ کا دماغ بھک کر کے اڑ گیا اور کچھ لمحوں کے لیے تو اسے لگا جیسے ٹینا ہاؤس کی چھت اسکے سر پر آن گری ہو،وہ انٹر کام کا ریسیور ہاتھ میں پکڑے بالکل سُن انداز میں بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆

''پتا ہے کسی لڑکی کے لیے سب سے بڑی انسلٹ کی بات کیا ہوتی ہے۔؟؟؟''

مناہل قریشی نے یونیورسٹی کیفے ٹیریا میں اپنے سامنے بیٹھے برہان کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا تو انہوں نے جھٹ سے نفی میں سر ہلا دیا۔

''جب سامنے بیٹھے مرد کی نظریں اس لڑکی پر اور دل و دماغ کہیں اور الجھا ہوا ہو۔''

مناہل کے گلہ آمیز انداز پر وہ ہلکی سی خفت کا شکار ہوئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آج مناہل کا شکوہ بالکل جائز ہے،وہ دونوں پورے چار دن کے بعد ملے تھے اور برہان کا دماغ واقعی کہیں اور الجھا ہوا تھا۔

وہ مسلسل اسی شش و پنج میں مبتلا تھے کہ کس طرح اسے اپنے نکاح اور اب رخصتی کے بارے میں بتائیں۔وہ مرحلہ جس سے وہ اتنے سالوں سے ڈرتے آئے تھے آج نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے سامنے آ چکا تھا۔

''آخر ہوا کیا ہے برہان، آپ کھل کر کیوں نہیں بتا رہے۔۔؟''مناہل کو اپنی پسندیدہ بلیک کافی کا ذائقہ آج سے پہلے اتنا تلخ کبھی محسوس نہیں ہوا۔

''ارے بابا، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔''انہوں نے مسکرا کر سامنے بیٹھی لڑکی کو مطمعن کرنے کی کوشش کی۔

''تو پھر آپ اتنے الجھے الجھے کیوں ہیں۔۔۔؟''وہ ان کے مزاج کے سب موسموں کی ساتھی تھی۔

''بس دو چار دن سے عجیب سی کیفیت ہے، شاید موسم تبدیل ہو رہا ہے۔۔''افسردگی ان کے ایک ایک لفظ سے عیاں تھی۔

''آپ کے دل کا موسم اچھا ہونا چاہیے، باہر کے موسموں کی خیر ہے۔۔''مناہل نے سینڈوچ کا ایک نوالہ لے کر باقی ان کی طرف بڑھایا جو انہوں نے مسکراتے ہوئے پکڑ لیا۔۔۔''تم سناؤ، کیا چل رہا ہے تمہاری طرف۔۔؟''

''کچھ خاص نہیں، کل ماموں اور ممانی کی تیسیویں ویڈنگ اینور سری ہے میریٹ میں اور آپ درشہوار کے ساتھ انوائیٹڈ ہیں

۔۔''مناہل نے اپنے ہینڈ بیگ سے ایک نفیس سا انویٹیشن کارڈ نکال کر انکی طرف بڑھایا۔

''مناہل میں وہاں آکر کیا کروں گا۔۔۔؟''

''دھمال ڈالیں گے، کتنی عجیب بات کر رہے ہیں آپ۔؟ ان فنکشنز میں کوئی آکر بھلا کیا کرتا ہے۔۔؟'' وہ ہلکا سا چڑ گئی۔

''میرا یہ مطلب تھا کہ میں تو ان سب کو نہیں جانتا۔۔۔'' انہوں نے بوکھلا کر وضاحت دی۔

''کسی سے ملیں گے تو جان پہچان کے مرحلے طے ہونگے ناں، ویسے بھی مجھے ہادی سے ملوانا ہے آپ کو۔۔'' وہ لاڈ بھرے انداز سے گویا ہوئی۔

''کون ہادی۔۔۔؟؟؟'' برہان نے بے دھیانی میں پوچھا۔

''اوہ مائی گاڈ، اب آپ پوچھیں گے کہ کون ہادی۔؟ وہ جھنجھلا کر مزید گویا ہوئی۔۔''میرا کزن، ماموں کا بیٹا، میرا دودھ شریک بھائی، ہزار دفعہ بتا چکی ہوں میں آپ کو اس کے بارے میں۔۔۔'' وہ ٹھیک ٹھاک بُرا مان گئی۔

''کیا ہوا مناہل۔۔۔؟'' وہ پریشان ہوئے۔

''بس بہت ہو گئی، آپ اٹھیں اور گھر جا کر آرام سے ریسٹ کریں، کل میریٹ میں ملاقات ہو گی۔ اب میں آپکی مزید بہکی بہکی باتیں نہیں برداشت کر سکتی۔۔'' مناہل نے زبردستی برہان کا ہاتھ پکڑا اور کیفے ٹیریا سے باہر لے آئی۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

''تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا ارسل۔۔۔؟'' رومیصہ اڑتی ہوئی ڈرائینگ روم میں پہنچی۔

اس نے گھبرائے ہوئے انداز سے گلاس وال کے آگے بلائنڈز کیے تاکہ باہر گھومتے ہوئے ملازموں کو اندر کا منظر دیکھائی نہ دے، جبکہ وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے اسکی بوکھلاہٹ سے لطف اندوز ہو رہا تھا وہ تو شکر تھا کہ ٹینا بیگم سو رہی تھیں اور شہر زاد اپنے آفس گئی ہوئی تھی ورنہ اس سچوئشن کو سنبھالنا خاصا مشکل ہو جاتا

اس کے لیے۔۔۔

''کیا مرنے کا ارادہ ہے تمہارا۔۔۔؟'' رومیصہ خوفزدہ لہجے میں بولی۔

''اپنی بے رخی سے مار دو یا اپنے گارڈز کے ہاتھوں، بات تو ایک ہی ہے ناں۔۔'' وہ بڑے مطمعن انداز سے ایسے بیٹھا تھا جیسے سسرال والوں نے خصوصی دعوت نامہ دے کر بلوایا ہو۔

''ارسل ٹرائے ٹو انڈر اسٹینڈ، شیری گھر آ گئی تو اسے کیا جواب دوں گی میں۔۔'' وہ سخت پریشان تھی۔

''بتا دینا بہنوئی ہے تمہارا۔۔'' اس نے سائیڈ میز پر پہلے سے رکھے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلا اور سکون سے پینے لگا۔

''تمھیں پتا ہے کہ گیٹ پر سی سی ٹی وی کیمرہ لگا ہوا ہے۔ ریکارڈنگ ہوتی ہے ساری۔۔۔''

''ہاں تو میں بھی تو اچھا خاصا شیو کر کے اچھی طرح تیار ہو کر آیا ہوں۔۔۔'' وہ رومیصہ کی کسی بھی بات کو سنجیدگی سے نہیں لے رہا تھا۔

''اٹھو اور نکلو یہاں سے۔۔۔'' رومیصہ نے اسکا بازو پکڑ کر زبردستی اٹھایا اور اس نے کھڑے ہوتے ہی شرارت سے اسکے ہاتھ کو اپنے ہونٹوں سے ہلکا سا چھوا تو وہ ایک دم گڑبڑا کر پیچھے ہٹی، اسکی بوکھلاہٹ سے ارسل خاصا محظوظ ہوا۔۔

''اب بھی خفا ہو مجھ سے۔۔؟''

وہ اپنی گہری نظروں کی تپش سے اسے اچھا خاصا پزل کر چکا تھا، تبھی تو وہ اس سے نظریں چرائے، سرخ چہرے کے ساتھ مسلسل نفی میں سر ہلا کر اسے ناراض نہ ہونے کا یقین دلا رہی تھی۔ اس کی بہادری اور بے خوفی نے رومیصہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑا دیئے تھے، وہ تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ اس قدر دھڑلے سے اسے منانے کے لیے اسکے گھر آ سکتا ہے۔۔

''نن نہیں ارسل، تم پلیز جاؤ، ہم فون پر بات کر لیں گے۔۔۔'' رومیصہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسے کوئی منتر پڑھ کر غائب کر دے۔

''پہلے وعدہ کرو، کل یونیورسٹی آؤ گی مجھ سے ملنے۔۔۔'' ارسل کا لہجہ محبت کی شرینی سے لبریز تھا۔

''آئی پرامس۔۔۔'' اس وقت تو وہ جان بھی مانگ لیتا تو رومیصہ انکار نہ کرتی۔

''اوکے خیال رکھنا اپنا۔۔۔' اس نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے اسکے دائیں گال کو ہلکا سا چھوا اور وہ بدک کر کچھ قدم پیچھے جا کھڑی ہوئی۔

ارسل اسکی گھبراہٹ پر ہنسا اور سائیڈ میز پر رکھی اپنی گاڑی کی چابی اٹھائی اور تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا ڈرائینگ روم سے نکل گیا۔ رومیصہ نے جان بچ جانے پر سکون کا سانس لیا اور صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میر ہاؤس پر عجیب سی نحوست کا سایہ چھایا ہوا تھا۔

برہان اس دن گھر لوٹے تو ذہنی اور جسمانی طور پر سخت تھکے ہوئے تھے انہوں نے درشہوار کو بلوا کر انوٹیشن کارڈ اس کے سامنے رکھا تو درشہوار کے چہرے پر پھیلنے والی فطری خوشی کا عکس اتنا نمایاں تھا کہ وہ بھی چونک گئے۔۔۔

''تم اتنا خوش کیوں ہو رہی ہو۔ ؟ میرا جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔'' برہان کی بات پر درشہوار کا دل دہل کر رہ گیا۔

''بھائی اٹس ناٹ فیئر۔۔۔'' وہ ہلکا سا جھنجھلا کر مزید گویا ہوئی۔ ''مناہل بہت زیادہ ہرٹ ہو گی۔۔۔''

''اچھا ہے اسے ابھی سے اس چیز کی عادت ڈال لینی چاہیے۔۔''انہوں نے بیزاری سے اپنی سوکس اتار کر پاؤں بیڈ پر رکھے۔

''آپ نے اپنی شادی کا بتایا یا نہیں۔۔؟''اس نے ہلکا سا جھجک کر پوچھا۔۔۔

''نہیں۔۔۔''انہوں نے بے اختیار نظریں چرا کر کہا۔

''ابھی بتانے کی ضرورت بھی نہیں۔۔۔''درشہوار کی بات پر وہ چونکے اور تعجب انگیز انداز سے اسکی طرف دیکھا۔

''میرا یہ مطلب تھا کہ اتنے دن پہلے بتا کر انہیں ٹینس کرنے کا کیا فائدہ اور کیا پتا، اللہ کوئی بہتر راستہ نکال دے۔۔''درشہوار نے بھائی کی دلجوئی کے لیے یونہی کہا ورنہ تو وہ بھی جانتی تھی کہ میر ہاؤس میں کیسے جانے والے فیصلے کبھی تبدیل نہیں کیے جاتے۔

''کیا راستہ نکلے گا بیچ کا۔۔۔؟''ایک زہر آلود تبسم نے ان کے لبوں پر انگڑائی لی۔

''جب خاقان چچا دو دو بیویاں رکھ سکتے ہیں تو آپ کیوں نہیں۔۔۔''درشہوار نے اپنے بھائی کو نیا سبق پڑھایا، کچھ لمحوں کے لیے تو برہان بھی بول نہیں پائے لیکن درشہوار کی بات میں کچھ نہ کچھ تو دم تھا، ان کے تنے ہوئے اعصاب کچھ پرسکون ہوئے۔

''بس فیصلہ ہو گیا، ہم لوگ کل ضرور جائیں گے اس فنکشن میں۔۔''درشہوار کے لاڈ بھرے انداز سے برہان کے گلے میں بازو ڈالے، یہ اسکا اپنے بھائیوں سے بات منوانے کا ایک خاص انداز تھا، جس کے آگے سبھی بے بس ہو جاتے۔

برہان نے بھی زبردستی مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ درشہوار کے دل کی کھلی کھل اٹھی، وہ ابھی سے سوچ سوچ کر خوش ہو رہی تھی کہ ہادی اسے اچانک سامنے دیکھ کر کیساری ایکٹ کرے گا اور وہ اس فنکشن میں بہت دل سے تیار ہو کر جانا چاہتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پہاڑوں پر اترتی شام میں آج اداسی کا رنگ نمایاں تھا۔۔

بہت دنوں بعد طوبیٰ، اور نمیرہ دونوں آج سامنے والے لان میں ڈیرہ ڈال کر بیٹھی ہوئی تھیں، طوبیٰ کا پاؤں ابھی بھی ٹھیک نہیں ہوا تھا اس لیے اسے چلنے پھرنے میں کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا، اس لیے وہ جس جگہ بیٹھ جاتی تو گھنٹوں بیٹھی ہی رہتی۔۔۔

اسی وقت انابیہ ان دونوں کی چائے کی ٹرے لیے باہر نکلی تو نمیرہ کو ایک دم یاد آیا۔''آپ نہیں جائیں گی آج فنکشن میں۔۔۔؟''

''کون سا فنکشن۔۔۔؟''انابیہ حیران ہوئی۔

''لو جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے۔۔۔''نمیرہ نے اپنی پلیٹ میں ایک ساتھ تین کباب ڈالتے ہوئے طنز کیا۔۔

''کیا مطلب۔۔۔؟''

''ذرا در شہوار صاحبہ کے کمرے میں جھانک کر دیکھیں، رات سے فیشل، کلینزنگ، مینی کیور، پیڈی کیور اور اب سولہ سنگھار کر کے محترمہ برہان بھائی کے ساتھ ڈیپارٹمنٹ کے کسی فنکشن میں جا رہی ہیں، ہمیں تو یہی بتایا گیا ہے۔۔۔''

''ڈیپارٹمنٹ کا فنکشن۔؟ لیکن آج کل تو سب اسٹوڈنٹس کو فری کر دیا گیا ہے اور ایسا کوئی فنکشن ہوتا تو مجھے ضرور علم ہوتا۔۔۔''انابیہ حیران ہوئی۔

''تو پھر کہاں جا رہے ہیں دونوں بہن بھائی اتنا سج دھج کر، در شہوار سے تو اپنی خوشی سنبھالی ہی نہیں جا رہی۔۔۔'' نمیرہ کے کان کھڑے ہوئے۔

''ہو سکتا ہے فیکلٹی کا کوئی فنکشن ہو، جس میں اسٹوڈنٹس انوائیٹڈ نہ ہوں۔۔''انابیہ کے انداز میں سادگی تھی۔

''تو پھر در شہوار کی جانے کی کیا تک بنتی ہے بھلا۔؟ اور بے مروتی کی انتہاء دیکھو، اس خود غرض لڑکی نے ایک دفعہ بھی ہم میں سے کسی کو جھوٹے منہ بھی ساتھ چلنے کو نہیں کہا۔۔'' نمیرہ کے اپنے ہی خود ساختہ دکھ تھے۔

''خود غرض لوگ بس اپنی ذات کے خیمے میں ہی رہتے ہیں، دوسروں کے اوپر کیا گزرتی ہے، ان کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہوتا۔''طوبیٰ نے بلند آواز میں تبصرہ کیا، وہ بھی آجکل در شہوار پر تپی ہوئی تھی۔۔

اسی وقت گھر کا اندرونی دروازہ کھلا اور تینوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

در شہوار ٹی پنک کلر کی اسٹائلش سی میکسی میں اپنے سارے ہتھیاروں سے لیس نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی، اس کے ساتھ براؤن کلر کے ٹو پیس سوٹ میں برہان کی تیاری بھی کسی سے کم نہیں تھی۔

انابیہ نے نظر اٹھا کر ان دونوں بہن بھائیوں کی خصوصی تیاری کی طرف دیکھا اور اپنی چائے میں چینی ملانا بھول گئی۔

''ہائے۔۔۔'' پنسل ہیل کے ساتھ بڑی نزاکت کے ساتھ چلتی ہوئی در شہوار نے ان تینوں کو دیکھ کر زبردستی ہاتھ ہلایا پورچ میں کھڑی برہان کی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

''یہ تو ایسے لگ رہا ہے جیسے کسی فیشن شو میں حصّہ لینے جا رہی ہو۔۔''طوبیٰ نے بیزاری سے جواب دیا۔

''اور مجھے تو لگ رہا ہے جیسے دونوں بہن بھائی کسی خاص جگہ پر انوائیٹڈ ہوں، ورنہ در شہوار کہاں ڈھنگ سے ہاتھ منہ دھوتی ہے لیکن رات تو اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ کسی بیوٹی سیلون میں بکنگ کروا لے اپنی۔۔'' نمیرہ کی بات پر انابیہ کے دماغ میں خطرے کا الارم بجا۔

''بیا پتا تو کرواؤ، آخر فیکلٹی میں ایسا کون سا فنکشن ہے۔۔۔؟''طوبیٰ کا بھی ماتھا ٹھنکا۔

''کرن سے کہتی ہوں، اسکی ایک کزن ہمارے ہی ڈیپارٹمنٹ میں وزٹنگ پروفیسر ہے۔۔'' انابیہ نے اپنا سیل فون اٹھایا

۔اسی وقت میر ہاؤس کا دروازہ کھلا اور شاہ میر کی خاکی جیپ اندر داخل ہوئی، ان تینوں کو ایک دم دھچکا سا لگا۔ طوبیٰ نے گھبرا کر پورچ کی طرف دیکھا، داجی، تایا ابا اور بابا کی گاڑیاں غائب تھیں

اسکا مطلب تھا کہ وہ بھی اپنی پوری تسلی کر کے ہی آیا تھا۔

''ہائے لیڈیز، کیا آج سے پہلے اتنا ہیڈسم اور ڈیشنگ بندہ نہیں دیکھا۔۔۔؟''اسکی شوخی عروج پر تھی۔

''ہم نے تو بہت دیکھے ہیں، بس دعا کرو کہ داجی اور تایا ابا نہ دیکھیں۔۔۔''جواب حسب توقع طوبی کی طرف سے ہی آیا۔

''بندے کی شکل اگر پیاری ہو تو اسے بات بھی پیاری ہی کرنی چاہیے، کیوں بھاوج۔۔؟''اس نے انابیہ کو بھاوج کہہ کر چھیڑا تو وہ ایکدم بلش کر گئی۔

''اُف یہ لالیاں برہان بھائی دیکھ لیں تو قسم سے پاگل ہو جائیں۔۔۔''اس نے مذید مسکا لگایا۔

''داجی کو پتا ہے کہ تم اس وقت میر ہاؤس میں موجود ہو۔۔''نمیرہ نے اسے تیکھی نظروں سے گھورا۔

''نہیں تم فون کر کے بتا دو اس کے بعد امّی کی پشاوری چپل سے بچنے کے لیے نور محل چلے جانا۔۔''

''تائی امی نے بلوایا ہے تمہیں۔۔؟''

''ظاہر ہے اس گھر میں دو ہی لوگوں کے کہنے پر میں اڑتا ہوا آ سکتا ہوں، ایک تو میری پیاری ماں ہے اور باقی دوسرے کو جاننے کے لیے تم تینوں پرچیاں ڈال لو۔ جس کا نام نکلے گا وہی ہو گی۔۔''اس نے طوبی کی پلیٹ سے دو نگٹس ایک ساتھ اٹھا کر شرارت سے منہ میں ڈالے۔

''باتیں کروالو اس سے جتنی مرضی۔۔۔''نمیرہ نے اسکی بات کو چٹکیوں میں اڑایا۔

''چائے بناؤں تمہارے لیے۔۔۔؟''انابیہ نے مسکرا کر پوچھا۔

''نہیں، چائے تو میں اماں کی گود میں سر رکھ کر پئیوں گا، ویسے ہیں کہاں وہ اس وقت۔۔؟''شاہ میر کا موڈ خاصا خوشگوار تھا۔

''وہ تو جس دن سے تم گئے ہو اپنے کمرے سے ہی نہیں نکلیں۔۔''نمیرہ کی اطلاع پر وہ غیر سنجیدگی سے طوبی کی طرف دیکھ کر شرارت سے بولا۔''کچھ لوگ میری محبت میں کمرے سے ہی نہیں نکلے اور کچھ نے تو پیر ہی زمین پر رکھنے سے انکار کر دیا، یا اللہ اتنی محبتیں پا کر کہیں میں مر ہی نہ جاؤں۔''

''اللہ نہ کرے۔۔۔''طوبی کے منہ سے بے ساختہ نکلا اور شاہ میر اسکی بے ساختگی پر قہقہ لگا کر ہنسا تو وہ نمیرہ اور انابیہ کی موجودگی میں ایک دم خفت کا شکار ہوئی جبکہ نمیرہ حیرانگی سے ان دونوں کی شکلیں دیکھ رہی تھی کیونکہ اسے اندازہ نہیں تھا کہ ان دونوں کے درمیان کیا چل رہا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

میریٹ کے اس ہال میں رنگ و بو اور روشنیوں کا ایک سیلاب سا آیا ہوا تھا۔

مسز عالیہ قریشی اور عبد اللہ صاحب ریسپشن پر کھڑے مسکراتے ہوئے اپنے مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے۔ محمد ہادی بلیک ڈنر سوٹ میں مناہل کے ساتھ وہیں موجود تھا، آج تو مناہل کی بھی تیاری دیدنی تھی سیاہ رنگ کے سوٹ میں سلیقے کے ساتھ میک اپ کیے وہ خاصی کیوٹ لگ رہی تھی۔۔

''تمہارے اسپیشل گیسٹ نہیں پہنچے ابھی تک۔۔''ہادی نے رسٹ واچ پر ٹائم دیکھتے ہوئے اسے چھیڑا۔

''بات ہو گئی ہے میری، ابھی دس منٹ میں پہنچنے والے ہیں۔۔''مناہل نے مسکرا کر جواب دیا۔

وہ آج برہان کا اپنی فیملی کے ساتھ خصوصی تعارف کروانا چاہتی تھی اور ہادی کو کچھ کچھ اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ خاص مہمان، مناہل کے لیے واقعی خاص تھے کیونکہ وہ بار بار بے چینی سے ریسپشن کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

''ارے شہرزاد، تم۔۔۔؟؟؟''مسز عالیہ قریشی کے لیے شہرزاد کی آمد بالکل غیر متوقع تھی کیونکہ انہیں امید نہیں تھی کہ ٹینا بیگم کی خراب طبعیت کی وجہ سے شہرزاد اس فنکشن کو اٹینڈ کر پائے گی۔

''بہت بہت مبارک ہو مسز قریشی۔۔۔''شہرزاد نے بکے ان کی طرف بڑھاتے ہوئے خلوص دل سے کہا۔

''تمہیں دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے مجھے۔۔۔''انہوں نے والہانہ انداز سے شہرزاد کو اپنے گلے لگایا، یہ لڑکی انہیں پہلے دن سے اپنے دل کے بہت قریب محسوس ہوتی تھی اور اس نے بڑی جلدی محنت سے ان کے چیمبر میں اپنا ایک خاص مقام بنا لیا تھا۔۔

''بہت پیاری لگ رہی ہو تم۔۔۔''مسز قریشی نے پیار بھری نظروں سے شہرزاد کی طرف دیکھا تو وہ ہلکا سا مسکرا دی۔۔

آف وائٹ نیٹ کے سوٹ کے ساتھ اس کے گھنے بال ایک فرنچ ٹیل کی صورت میں بندھے ہوئے تھے۔ ہلکے سے میک اپ اور نفیس ڈائمنڈ جیولری میں وہ عام دنوں سے ہٹ کر بہت منفرد لگ رہی تھی، اس کی شخصیت میں ایک محسوس کیے جانے والا وقار تھا۔۔

اس فنکشن میں شہر کی پوری کریم جمع تھی اور قریشی صاحب اور انکی مسز کا حلقہ احباب خاصا وسیع تھا۔ اس کا اندازہ شہرزاد کو ہال میں پہنچتے ہی ہو گیا تھا۔ وہ ایک سائیڈ پر سب مہمانوں سے الگ تھلگ رکھے صوفے پر بیٹھی تھی جب اسکے سیل فون کی مترنم گھنٹی بجی۔ ہم زاد کا نام دیکھ کر اسکے لبوں پر بے ساختہ سی مسکراہٹ دوڑی۔

''فار گاڈ سیک اب یہ مت کہنا کہ تم بھی اس گیدرنگ میں موجود ہو۔۔''شہرزاد کی بات پر ہلکا سا ہنسا اس کے سیل فون کے بیک گراؤنڈ میں چلتا ہوا دھیما دھیما سا میوزک اسے اس بات کا یقین دلا گیا تھا کہ وہ بھی کہیں آس پاس موجود ہے۔

''میرا فیورٹ کلر جہاں پہنو گی، وہاں آنے سے مجھے کوئی نہیں روک سکے گا۔۔'' وہ قہقہ لگا کر ہنسا اور شہرزاد بلا ارادہ اٹھ کر دائیں بائیں دیکھنے لگی، ہال کافی بڑا تھا اور اس وقت سبھی مہمان سوفٹ ڈرنکس وغیرہ پینے میں مشغول تھے۔

''کہاں ہو تم۔۔۔؟'' شہرزاد کو اتنے سارے لوگوں کے ہجوم میں اسے تلاش کرنے میں دقت ہوئی۔

''تمہارے دل میں۔۔۔'' وہ شرارت سے ایک بار پھر ہنسا۔۔

''اِٹس ناٹ فیئر۔۔۔!!!'' وہ ہلکا سا جھنجھلائی۔۔

''اس فنکشن میں جو سب سے ہینڈسم مرد ہو گا، سمجھ لینا میں وہ ہوں۔۔۔'' اس نے ایک بار پھر شوخی سے کہا۔

''تو پھر مجھے اس ہینڈسم مرد کی تلاش آج کر ہی لینی چاہیے۔۔'' شہرزاد فیصلہ کن انداز میں اٹھی، اسکی متلاشی نگاہیں پورے ہال میں دوڑنے لگیں۔

''صوفے پر رکھا اپنا کلچ بھی اٹھا لو، کیوں میری خاطر اپنا نقصان کرواؤ گی۔۔۔''

وہ ہنس کر فون بند کر چکا تھا۔ شہرزاد کی دل کی دھڑکنیں بے ربط ہوئیں، وہ جان چکی تھی کہ وہ اس کے بالکل آس پاس ہے ورنہ صوفے پر رکھا اس کا چھوٹا سا کلچ اسے کیسے نظر آتا۔ اس نے کھوجتی نگاہوں سے اپنے ارد گرد کھڑے گروپس کی شکل میں موجود لوگوں کو غور سے دیکھنا شروع کیا سبھی انجان چہرے تھے۔ وہ ہلکی سی مایوسی کا شکار ہوئی۔۔۔

دوسری طرف مناہل سیل فون کان سے لگائے ہادی کا ہاتھ پکڑے اسے ریسپشن کی طرف لے جا رہی تھی، اس کے چہرے پر موجود بے تابی نے آج ہادی کے سامنے بہت سے پردے ہٹا دیئے تھے۔

''اب ایسے کون سے نواب صاحب ہیں، جن کو ریسیو کرنے کے لیے پارکنگ میں جانا ضروری ہے۔۔'' ہادی کو مناہل کی بے چینی اب بیزاری میں مبتلا کر رہی تھی، وہ با دل نخواستہ انداز میں اسکے ساتھ چل رہا تھا۔

''بکو مت اور اپنے چہرے کے زاویئے درست کرو، سمجھے۔۔۔'' مناہل نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے اسے بُری طرح سے ڈانٹا۔

''منّو، ہم ریسپشن پر بھی تو ان کو ویلکم کہہ سکتے تھے۔۔۔'' اس نے بُری سی شکل بنائی۔۔

''دو چار قدم چل لو گے تو کیا ٹانگیں ٹوٹ جائیں گی تمہاری، میری خاطر اتنا بھی نہیں کر سکتے۔۔۔'' وہ چلتے چلتے ناراضگی سے رکی۔

''اچھا بابا چلو، اگر تم کہتی ہو تو ان کے استقبال کے لیے سائیڈ سے کوئی گملا بھی اٹھا لیتا ہوں۔۔'' ہادی نے اسکی خاطر اپنا موڈ سیٹ کیا۔

''تم اپنے پھول گملے اپنے سسرال والوں کے لیے سنبھال کر رکھو، بس ان کو پورے فنکشن میں اسپیشل پروٹوکول دینا ہے۔میرے بار بار اصرار کرنے پر آنے کے لیے راضی ہوئے ہیں وہ۔۔۔''مناہل پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے اسے ساتھ ساتھ ہدایات دے رہی تھی۔

''ایسے بھی کون سے نواب آف کالا باغ ہیں وہ۔۔۔''ہادی نے شرارتی نظروں سے مناہل کا سرخ چہرہ دیکھا۔

''بس تم نواب ہی سمجھ لو انہیں۔۔۔''

''تمہارے دل کی سرزمین کے۔۔۔؟''ہادی نے شوخ لہجے میں لقمہ دیا۔

''ہاں۔۔۔''مناہل کے جواب نے اسے ہکا بکا کر دیا۔

''اب چلو، یہ ایکٹنگ بعد میں کر لینا ڈرامے باز۔۔۔''مناہل نے اسکا بازو پکڑ کر گھسیٹا۔وہ دونوں جیسے ہی ہوٹل کی مین ریسپشن پر پہنچے، گلاس ڈور کھلا اور برہان کے ساتھ درشہوار نے بڑے پر اعتماد انداز سے اندر قدم رکھا۔

''لو آگئے برہان۔۔۔!!!''مناہل کے والہانہ پر جوش انداز پر ہادی نے سر اٹھا کر تجسس بھرے انداز سے سامنے دیکھا۔

اپنے سامنے میر برہان اور درشہوار کو دیکھ کر اسے ایک دم شاک لگا اور اس کے قدم سست پڑ گئے۔وہ صدمے بھرے انداز میں درشہوار کی طرف دیکھنے لگا جس کی آنکھوں میں محبت اور چاہت کا ایک جہان آباد تھا۔

ہادی سو بار مر کر بھی دوبارہ زندہ ہوتا تو تب بھی اس بات پر یقین نہ کرتا کہ مناہل جس شخص کی اتنی بے چینی اور بے تابی سے منتظر تھی وہ میر ہاؤس کا کوئی فرد ہو سکتا ہے، لیکن تلخ حقیقت اسکے سامنے کھڑی اسکا منہ چڑا رہی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شُد

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔